Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق

ISSN PRINT 2958-0005
VOL 3, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com

ISSN Online 2790-9972
dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر عتیق انور

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ایف سی کالج اے چارٹرڈ یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر محمد طاہر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ایف سی کالج اے چارٹرڈ یونیورسٹی لاہور

امداد امام اثر اور غزل کی کلاسیکی تنقید

Dr. Ateeq Anwar
Assistant Professor, Department of Urdu, FC College A Chartered University, Lahore
Dr. Muhammad Tahir
Assistant Professor, Department of Urdu, FC College A Chartered University Lahore

Imdad Imam Asar And Classical Criticism Of Ghazal

Imdad Imam Asar wrote his book "Kashif Ul Haqaiq", in his book "Kashif Ul Haqaiq" Imdad Imam Asar has made Urdu poetry a subject like Hali, but his discussions are different from Hali. According to Imam Asar, the importance of natural poetry is unquestionable. Imdad Imam Asar says that natural language should be used in poetry. There should be moderation and proportion. Similes and metaphors should also be natural, exaggeration should be avoided. The description of various historical events and customs should be authentic. Scales of practical criticism have been formulated, mentioning all genres He has written a critical preface with explanations on Musnawi, Mursiyyah, Qaseedah, Vasukht, Qatah, Rabai, Masdus, and Ghazal .

Keywords:Qatar , Musnawi, Qaseedah, criticism

کلیدی الفاظ: امداد امام، قصیدہ، مراثی، قطعہ، مثنوی

امداد امام اثر 17 اگست 1849 میں پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد مغلیہ دور تا انگریزی حکومت تک اہم ترین عہدوں پر فائز رہے۔ امداد امام اثرؔ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ آپ پٹنہ یونیورسٹی میں تاریخ اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ان کے علمی و ادبی مرتبے کے اعتراف میں انھیں شمس العلما کا خطاب بھی ملا۔ امداد امام اثر اردو تنقید کا مستند نام ہے۔ امداد امام اثرؔ نے نظریاتی بنیادوں پر جو عملی تنقید کے پیمانے وضع کیے ہیں اس میں تمام اصناف سخن شامل ہیں۔ وہ، مثنوی، مرثیہ، قصیدہ، واسوخت، قطعہ، رباعی، مسدس، مثلث، تضمین اور غزل پر وضاحت کے ساتھ تنقیدی تمہید باندھی ہے۔ وہ شاعری کا صرف متنی اور تاثراتی تجزیہ نہیں کرتے بلکہ علت و معمول کے باہمی تعلق

Corresponding Author's Email: ateeqanwar@fccollege.edu.pk

سے معنویت میں معنیات کی تلاش کرتے ہیں جس سے ان کے ہاں ماحولیاتی تنقید کا اشارہ ملتا ہے۔

امداد امام اثر نے اردو تنقید کی ایک مستقل کتاب لکھی۔ جو کاشف الحقائق کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول میں مختلف اقوام کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس جلد میں مذہب، معاشرے اور اخلاق پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔ جلد دوئم میں فارسی اور اردو شاعری پر تنقیدی بحث کی گئی اور اسی حصے میں اردو غزل پر تنقید شامل ہے۔ اردو غزل کی تنقید کے اعتبار سے کاشف الحقائق پر بھی مختلف آراء ملتی ہیں۔ مگر اس کتاب کو وہ مقام نہ دیا گیا جس کی یہ حق دار ہے۔ اس میں غزل اور غزل گوئی کے تقاضوں پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔ امداد امام اثر کی اردو غزل پر تنقید میں کسی حد تک سرسید اور ان کے رفقاء کا رنگ نظر آتا ہے۔ یہ اثر غیر شعوری ہو سکتا ہے مگر اردو غزل پر تنقید کرتے کرتے بعض اوقات وہ حالی کے بالکل قریب چلے جاتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ انہیں خیالات کو دہرا رہے ہیں جن کو حالی اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔(۱) امداد امام اثر کی ”کاشف الحقائق“ کا مجموعی جائزہ لیں تو ان کی تنقید میں تقابلی تنقید کا پہلو بھی نظر آتا ہے۔ مگر زیادہ عملی تنقید کو ہی پیشِ نظر رکھا ہے۔

اس میں انہوں نے غزل کے ساتھ ساتھ شعرا کے کلام پر بھی تنقیدی تبصرے کئے ہیں۔ امداد امام اثر نے کوئی خاص تنقیدی نظریہ تو قائم نہیں کیا مگر مختلف شاعروں کے کلام پر تنقید کرتے ہوئے کچھ ایسے اشارے مل جاتے ہیں جن سے ان کے تنقیدی نظریات پر روشنی پڑتی ہے۔(۲) امداد امام اثر مغرب سے متاثر نہیں اور اس کا اظہار انہوں نے بار بار کیا ہے۔ وہ مشرق کی شاعری کے حامی ہیں۔ اس کے باوجود کہ مغرب کے ادب پر ان کی بھرپور نظر ہے مگر انہوں نے مغربی انداز کو اپنانے کی ترغیب نہیں دی۔ غزل کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ وہ صنف شاعری ہے کہ فارسی اور اردو کے سوا کسی اور زبان میں موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں زبانوں کے سوا کسی زبان کی ایسی ترکیب بھی نہیں واقع ہوتی جو اس صنفِ شاعری کے حقوق کو پورے طور پر ادا کر سکے۔“(۳)

دیگر اصناف کی طرح انھوں نے غزل کے تنقیدی مباحث پیش کئے ہیں۔ حقیقتاً اردو اور فارسی غزل میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ہیئت کے علاوہ دونوں میں رنگ ادائے خیال ایک سا ہے۔ چنانچہ امداد امام اثر نے اسی مناسبت و تعلق پر تنقیدی بحث کی ہے۔

سید عبداللہ کے مطابق:

”ان کا انداز حکیمانہ اور تجزیاتی ہے۔ تنقید کے اس ماخذ سے اردو کے اولین بڑے نقادوں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔“(۴)

امداد امام اثر نے کاشف الحقائق میں گہرے مطالعہ اور وسیع تحقیق و تنقید کے نمونے پیش کئے ہیں۔ انہوں نے غزل پر نہایت علمی اور معلوماتی بحث کی ہے۔ امداد امام اثر نے ذہین نقاد کی طرح جذبات پر مکمل بحث کی ہے۔ شعراء غزل کے کلام پر تنقیدی رائے دیتے ہوئے بھی انہوں نے بڑی باریک بینی کا مظاہرہ کیا ہے۔ امداد امام اثر کو بھی ہم ابتدائی نقادوں میں شامل کرتے ہیں۔ ان کی تنقید میں بعض اوقات تذکراتی اور داد سخن کا رنگ بھی جھلکنے لگتا ہے۔ مگر اس کے باوجود امداد امام اثر نے غزل کے متعلق بہت اہم باتیں کہی ہیں۔ جستہ جستہ وہ ایسی بات لکھ جاتے ہیں جس سے ان کی وسعتِ مطالعہ اور اصابت رائے کا سراغ ملتا ہے۔ فلسفہ، منطق، تاریخ، عمرانیات اور علوم شعری پر ان کو بڑا عبور حاصل تھا۔(۵) کاشف الحقائق کی تنقیدی سوچ کا جائزہ لیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اچھی غزل کے تقاضوں کا خیال، حالی سے ملتا ہے۔ مگر امداد امام اثر نے بہت زیادہ زور داخلیت پر دیا ہے۔ اور غزل اور غزل گوئوں پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے بارہا داخلیت اور خارجیت کے مسئلے کو چھیڑا ہے۔ امور داخلی اور خارجی کی وجہ سے امداد امام اثر نے اس صنفِ شاعری کو دشوار رنگ کہا ہے۔ امداد امام اثر کے مطابق غزل کے لغوی معنی عورتوں سے کلام کرنا ہے۔ مگر اصطلاح میں اس سے وہ صنفِ شاعری مراد ہے جس میں ایسے مضامین جو اعلیٰ درجہ کے وارداتِ قلبیہ اور ارفع درجہ کے امورِ ذہنیہ سے خبر دیتے ہیں، حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ یہ صنفِ شاعری تمام تر داخلی پہلو (Subjective) رکھتی ہے۔۔۔ ذرا سی لغزش سے غزلیت کا رنگ جاتا رہتا ہے۔ کلام قصیدہ نما ہو جاتا ہے یا مبتلائے پست خیالی ہو کر احاطہ شاعری سے نکل جاتا ہے۔(۶) گویا امداد امام اثر غزل میں داخلیت کو

اردو غزل کی اصل کا درجہ دیتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ اگر خارجیت ہو بھی تو داخلیت کی آمیزش کے بغیر بات نہیں بنتی۔(۷) غزل اپنے مقام سے نیچے سرک جاتی ہے۔ غرض یہ کہ غزل میں ذاتی عشقیہ خیالات واردات کا ذکر اور داخلیت کا رنگ ہو۔"(۸)

اس میں کچھ شک نہیں کہ غزل اندرونی کیفیت کا اظہار ہے۔ چنانچہ غزل کے لیے داخلیت بڑی اہم ہے اور خارجیت کا احساس اور اظہار بھی داخلیت سے ہی جڑا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر فرد کے جنسی تجربات مختلف ہوتے ہیں۔ خوبصورتی یا بدصورتی، نیکی یا بدی کا معیار مختلف ہوتا ہے۔ انسان فطرت کی قدر تو کر سکتا ہے مگر قلبی لگاؤ پیدا کرنا اختیاری نہیں۔ غزل کی طبیعت نرالی ہے۔ من کی موج میں ڈوبی ہوئی خارج وظاہر سے بے پروا۔

چنانچہ امداد امام اثر کا داخلیت پر زور دینا غزل کے مزاج کے مطابق ہے اور ایک غزل گو جو کچھ کہتا ہے اپنے آپ میں ڈوب کر کہتا ہے۔ اس کا حیات وکائنات کا نقطہ نظر داخلی ہوتا ہے کہ اسے اوپر نظر اٹھانے اور خارجی مشاہدہ کرنے کی فرصت اور ضرورت نہیں رہتی۔(۹) وہ خارجیت کو داخلیت کے تخیل سے دیکھتا ہے۔ جس میں وہ پوری کائنات داخلیت کے رسوم ورواج پر مبنی اصولوں کے مطابق ہی لیتا ہے۔ امداد امام اثر نے غزل کے بارے میں داخلیت کے حوالے سے تنقیدی بحث کا دائرہ دہلی اور لکھنو کے داستانِ شاعری تک وسیع کیا ہے۔ اور لکھنو کے شعراء کو عموماً خارجیت پسند اور دِلّی والوں کو داخلیت کا دلدادہ کہا ہے۔(۱۰) داخلیت کا پہلو ہی غزل کی شانِ بے نیازی ہے۔ اور داخلیت ہی غزل کی امتیازی خصوصیت بھی ہے۔ چنانچہ امداد امام اثر نے غزل میں داخلیت پر زور دیا ہے جو غزل کو قصیدے سے ممتاز کرتی ہے۔ کاشف الحقائق میں غزل پر بحث کرتے ہوئے امداد امام اثر نے ۲۵ نکات پر مشتمل ہدایت نامہ لکھا ہے جس میں انہوں نے غزل کے لیے ضروری باتوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی ہدایت نامے میں بہت سی باتیں حالی بے بیان کر دی ہیں۔ تاہم ان نکات کا مختصر اَجائزہ لیتے ہیں۔

امداد اماد اثر داخلی اور خارجی پہلو کی بحث کے بعد فرماتے ہیں، غزل گوئی کو صنائع بدائع کی حاجت نہیں، حتی الامکان تشبیہ، استعارہ، داخل نہ پائیں۔ یہ چیزیں شاعری کا عجز طبیعت خبر دیتی ہیں۔(۱۱)

امداد امام اثر کی تنقید کا جائزہ لینے سے صنائع بدائع کے نقطہ نظر پر بات کی لی جائے۔ مثلاً صنائع معنوی کی نظیر صفت مراعات اور تضاد یا طباق واردات امور قلبیہ اور واردات ذہنیہ کے اظہار کے لیے بہت رغبت سے استعمال کی جاتی ہیں۔ کوئی مجموعہ غزلیات کا اٹھالیجئے، اور کسی غزل کو دیکھ لیجئے۔ ان دو صنعتوں کے استعمال سے قانون ایتلاف افکار کے ذریعے اور نسبت ہائے اضافی کے توسط سے حقیقت واضح ہو گی۔(۱۲) اسی طرح تشبیہ و استعارہ کا معاملہ ہے۔ غزل میں وارداتِ قلبیہ کو بیان کرنے کے لئے اشاروں کنایوں کی ضرورت ہے۔ عاشق کتنا ہی بے باک ہو، عشق کے کچھ آداب ہیں، عشق کا اپنا مزاج ہے، ایک الگ پر اسراریت ہے۔ چنانچہ اس کے اظہار کے لیے کنایہ، استعارہ، تشبیہ، ہر غزل گو شاعر کی ضرورت ہے اور ان میں جہاں تک استعارہ کا تعلق ہے تو یہ در حقیقت نوادر افکار کی دقیق ترین کیفیتوں کو پڑھنے والوں تک پہنچانا ہے۔(۱۳)

امداد امام اثر نے اردو غزل کے حوالے سے سادگی پر زور دیا ہے۔ وہ عین انصاف ہے غزل کا سب سے بڑا موضوع عشق ہے۔ چنانچہ عشق کے بیان کے جو طریقے ہو سکتے ہیں یا تو اشاروں کنایوں میں اظہار کیا جاتا ہے یا صاف صاف سادہ انداز میں۔ جہاں تک پہلے انداز کا تعلق ہے تو اس میں مہارت درکار ہے۔ مدعا میں رمز و کنایہ بگڑ جانے کا امکان ہوتا ہے جب کہ سادہ بیان پر اثر اور غلط فہمی کا امکان ندارد۔

علمائے ادب کی ایک وصیت مشہور چلی آتی ہے کہ معنی شاہدِ کلام کی جان اور محاورہ اس کا جسم نازنیں ہے اور گہنا اس کا بیان وبدیع ہے تو جس طرح معانی خلق نہیں کر سکتا، فقط بیان وبدیع کے گھوڑے کی مشق کیا کرتا ہے، وہ بازارِ ادب میں سنار کا کام سیکھتا ہے۔ اگر کہیں صنائع و بدائع ومناسبات کے پیچھے محاورہ بگڑ گیا تو گہنا کریہہ منظر وبدصورت عورت کے گلے میں ہے اور اگر ان تکلفات کے چلنے معنی بھی گئے تو زیور جسم بے جان میں ہے، برخلاف اس کے معانی لطیف محاورہ، سلیس میں اگر ادا ہو گئے۔ گو تشبیہہ واستعارہ صنعت لفظی ومعنوی کچھ بھی نہ ہو تو وہ ایک حسین نازنیں ہے جس کی سادگی میں بھی ہزاروں بناؤ نکلتے ہیں۔(۱۴)

امداد امام اثر کی تنقید میں کوئی نیا تصور نہیں ابھرتا۔ انہوں نے کوئی نظریہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ غزل کی اصلاح کے لیے پرانے اصولوں پر چلتے ہوئے نئے انداز کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ مضامین عشقیہ کے حوالے سے بھی کوئی واضح تنقیدی رائے پیش نہ کر سکے۔ اور اس گتھی کو سلجھانے کے لیے یہاں انہوں نے فلسفیانہ اندازِ فکر اپنایا ہے۔

المختصر جو کچھ حسن و عشق کے مفہوم میں مثل و دیگر غیر محدود صفاتِ خداوندی عین ذاتِ خداوندی نہیں ہیں تو تعدد قدما لازم ہے۔ خیر اپنا مذہب یہی ہے بلکہ حسن و عشق کے معاملے میں خیال راقم یہ ہے کہ حسن و عشق سے واحد ہیں اور بصورت واحدانیت خود خدا ہیں اور تمام ذات و صفات کو انہی سے مرد ہیں۔ (۱۵) اسی طرح انہوں نے غزل گو عاشق مزاج ہونے کے حوالے سے تنقیدی بحث کی ہے۔ اپنی بات کی وضاحت کے لیے ایک یونانی شاعرہ Sappho کے عشق صادق کے حوالے سے ذکر بھی کیا۔

امداد امام اثر کے اندازِ تنقید میں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ کئی مقامات پر ان کی بات میں تضاد کی کیفیت ابھرتی ہے۔ عشق کے حوالے سے مغرب کی شاعرہ کے لیے معیارِ تنقید بدلتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لیے امداد امام اثر کو مغربی اور مشرقی نقطہ نظر میں پیوند قائم کرنے والے نقادوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ (۱۶)

اب مختصراً امداد امام اثر کی کاشف الحقائق میں پیش کیے گئے تنقیدی نمونوں کا تنقیدی جائزہ لینا بھی اردو غزل کی تنقید میں امام اثر کے مقام کو متعین کرنے میں مدد فراہم کرے گا۔ عملی تنقید کا نمونہ دیکھیے۔

مثلاً ولی دکنی کے بارے میں امام اثر کا فرمانا ہے شعر غزلیت سے اس قدر معمور ہے کہ غزل و قصیدہ کا فرق دکھا رہا ہے۔ (۱۷) قصیدہ اور غزل کو الگ کرنے والی خوبی تغزل ہے اور تغزل کے لیے درد، سوز و گداز، خستگی کے ساتھ ساتھ داخلیت کا پہلو بہت ضروری ہے۔ چنانچہ امداد اثر نے ایک جملے میں ولی پر تنقیدی تبصرہ باندھا ہے۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ولی کے ہاں داخلیت کا گہرا رنگ پایا جاتا ہے اور انہوں نے وارداتِ قلبیہ اور امورِ ذہنیہ کو ملحوظ رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام کے مطابق ولی کی غزل، غزلیت کے درجہ کمال پر ہے اور انہوں نے غزل گوئی کو اس درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ آج کی دنیا بھی ان کے اشعار کو بڑے تعجب سے دیکھتی ہے۔ (۱۸) کاشف الحقائق میں سودا کے متعلق ایک تنقیدی نمونہ دیکھیے۔ امداد اثر لکھتے ہیں سوز و گداز، خستگی، درد، شوخی، نازک خیالی، بلند پروازی اور رنگینی کے ساتھ زورِ طبیعت کا ایسا خوبصورت اظہار ہے کہ فی الواقع سودا کی غزل سرائی کی تعریف کما حقہ نہیں کی جا سکتی۔ (۱۹)

مندرجہ بالا تنقیدی رائے میں امداد امام اثر نے چند تنقیدی اصطلاحات استعمال کی ہیں جن کے اصل تک پہنچے بغیر سودا کے کلام کی شیوہ بیانی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً سوز و گداز کو اگر اس دور کے تنقیدی مزاج کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ اصطلاح کسی شاعر کے کلام میں دُکھ اور اندوہ کے اندازِ بیاں کے حوالے سے استعمال کی جاتی ہے۔ گویا سوز و گداز، رحم کے جذبات کو ابھارتا ہے۔ یعنی شاعر کا غم، تکلیف اور دُکھ کی کیفیت کو لطیف انداز سے بیان کرنا سوز و گداز کہلاتا ہے۔ مگر یاد رہے سوز و گداز اسلوبِ نگارش کی ایک صفت ہے اور وہاں نظر آتی ہے جہاں شاعر ان نفیس و لطیف کیفیات سے بحث کرتا ہے جن کا ادراک و شعور بھی عام انسانوں کو مشکل ہی سے ہوتا ہے۔ (۲۰)

اسی طرح دیگر اصطلاحات مندرجہ بالا میں درد اور خستگی کم و بیش کسی شاعر کے کلام میں پائے جانے والے دُکھ، رنج، تکلیف اور مظلومیت کے اظہار کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ جہاں تک ''شوخی'' کا تعلق ہے تو یہ تنقیدی اصطلاح سودا کے کلام میں پائی جانے والی اضطرار و بے قراری کے سبب امام اثر نے استعمال کی۔ مقصد سودا کو تیز طبع اور بے باک ظاہر کرنا ہے۔ جب کہ نازک خیالی کی تنقیدی اصطلاح کسی کے کلام میں خیالات کی عمدگی کو بیان کرنا ہے۔ شعر میں ایسے خیالات نظم کرنا جن کا تعلق عقل سے زیادہ محسوسات سے کم، نازک خیالی کہلاتا ہے۔ نازک خیالی کی شرط ہے کہ دور کی چیزوں میں تعلق واضح کرنا۔ (۲۱)

بلند پروازی، بلند خیالی ہے۔یعنی شاعرانہ فہم و فراست امام نے سودا کے لیے استعمال کی۔ سودا کے لیے تنقیدی اصطلاح رنگینی، بڑی معنی خیز ہے۔عام طور پر کلام شاعر کے بانکپن، شوخی طبع اور خوش بیانی کے لیے رنگینی کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

سودا کو امام اثر رنگین بیان کہہ رہے ہیں۔اس میں کچھ شک نہیں کہ امورِ خارجیہ سے جہاں تغزل پر حرف آتا ہے وہاں معاملہ بندی میں تقاضائے غزل سرائی کے متاثر ہونے کا بھی احتمال رہتا ہے۔ تاہم سودا نے داخلی اور خارجی مضامین کی بندش میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور پھر ان کا کلام میں درد، سوز و گداز، خستگی سے خالی نہیں اور یہ صفتیں غزل سرائی کی جان ہیں۔(۲۲)

سودا کا تعلق شاعری کے اس قبیلے سے ہے جو غزل گوئی میں خارجی پہلو مقدم رکھتے ہیں۔ سودا نے اگرچہ داخلی پہلو بھی مدِ نظر رکھا مگر داخلی پہلو پر ان کو میر جیسی قدرت حاصل نہ تھی۔

امداد امام اثر نے بہت سے شعراء غزل، جن کا انتخاب کاشف الحقائق میں کیا گیا ہے، کے کلام پر اسی انداز سے تنقید کی ہے۔ غرض امداد امام اثر کے ہاں تذکراتی شعور تنقید موجود ہے۔اور انہوں نے غزل کی عمومی بحث کے بعد تذکروں کے انداز میں شعراء کے کلام کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

امداد امام اثر کی تنقید میں ایک اور انداز نظر آتا ہے اور وہ ہے تنقید کا انتہائی ابتدائی نمونہ۔یعنی ''داد'' شاعری میں شاعر کو ملنے والی داد بھی تنقید کا ایک انداز ہے۔ امداد امام اثر نے تذکراتی تنقید کے ساتھ ''داد'' (مجلسی تنقید) کا انداز بھی اپنایا ہے۔ مثلاً ولی دکنی، کے لیے یہ انداز دیکھیے:

''سبحان اللہ کیا طرزِ کلام ہے۔''(۲۳)

اسی طرح سودا کے لئے فرماتے ہیں:

''سبحان اللہ کیا حسنِ کلام ہے۔''(۲۴)

درد کے بارے میں:

''سبحان اللہ کیا غزل سرائی ہے۔''(۲۵)

مندرجہ بالا داد کا انداز ہے اور میں لفاظی ہے اور جذبات کا اظہار ہے۔اس حوالے سے امداد امام اثر کی تنقید تاثراتی بھی ہے۔(۲۶) اس کو مجلسی تنقید بھی کہا جا سکتا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھیں امداد امام اثر نے کہیں تقابلی جائزوں کا بھی اہتمام کیا ہے۔ یہ موازنے اپنی تنقیدی رائے کو سند کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

امداد امام اثر نے اپنے ہدایت نامے میں دیگر باتوں کے علاوہ غزل گو شاعر کو قرب سلطانی سے کنارہ کش رہنے کا مشورہ دیا اور ایسے شعراء غزل کے لیے بڑا دلچسپ جملہ لکھا ہے کہ کرایہ کا غزل گو ہوا ہے نہ ہو گا۔(۲۷)

مختصر یہ کہ امداد امام اثر نے اردو غزل کے نمونے کاشف الحقائق کی صورت میں پیش کیے ہیں۔ امداد امام اثر تنقید کے فن سے واقفیت رکھتے تھے۔ ان کی تنقید کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کا احساس بھی ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ کافی وسیع ہے۔ مغرب پر ان کی نظر گہری نظر ہے اور انگریزی ادب کے حوالے سے بھی ان کی معلومات کافی وسیع ہیں۔

غرض امداد امام اثر نے اردو غزل پر تنقید کی صورت میں ہمارے لیے ایک قابل صورت تنقیدی سرمایہ چھوڑا ہے۔ اردو کے کلاسیکی دور کے نقادوں میں امداد امام اثر ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ ان کی تنقید کو انیسویں صدی کے اواخر کے پسِ منظر میں دیکھیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی وسعتِ نظر اور سخن فہمی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ انھوں نے اپنی تنقید میں غزل اور غزل گو شعراء کے کمالات کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ غزل کے رموز پر اپنے مخصوص انداز میں بحث کی ہے۔

امداد امام اثر متانت کے تنقید و تفریظ کے فرق کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ ان کی تنقید میں اگرچہ معروضی یا سائنٹفک انداز کم ہے مگر انھوں نے اعتدال قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مگر بعض اوقات تاثراتی اندازِ تنقید اختیار کرتے ہوئے اپنے پسندیدہ غزل گو شعراء کی تعریف میں حدودِ تنقید سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

امداد امام اثر کی فطری ذہانت اور سخن فہمی نے ان کی تنقید کو قدیم و جدید کے درمیان ایک کڑی کی حیثیت بخشی۔ نئے میلانات کے پیشِ نظر انھوں نے تنقیدِ غزل کو نئی اصلاحات اور اسالیب سے نوازا۔

حالی اور امداد امام اثر کی غزل پر تنقید کے اعتبار سے بعض جگھوں پر بے حد یکسانیت پائی جاتی ہے۔ امداد امام اثر کبھی بھی براہ راست سرسید کی تحریک سے متاثر نہیں رہے مگر ان کے بہت سے خیالات حالی سے ملتے جلتے ہیں۔ حالی کے مقابلے میں امداد امام اثر کے ہاں اصولوں کی بحث کم اور عملی تنقید کا پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ حالی امداد امام اثر کی تنقید کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔

مقدمہ شعر و شاعری، کاشف الحقائق سے پہلے منظرِ عام پر آیا۔ دونوں کا موازنہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ حالی نے اصلاحِ غزل کے لیے شعراء غزل کو چند مشورے دیئے ہیں جبکہ امداد امام اثر نے ہدایات دیں۔ دونوں کا انداز کم و بیش ایک جیسا ہے۔ البتہ حالی نے غزل گوئوں کو قربِ شاہی سے دور رہنے کا مشورہ نہیں دیا جبکہ امداد امام اثر نے غزل گو شعراء کو قربِ شاہی سے کنارہ کشی کی ہدایت کی ہے۔

عشق کے حوالے سے دونوں کے ہاں تقریباً ایک سا تصور ہے۔ مگر امداد امام اثر نے عشق مجاز کو سختی سے رد نہیں کیا۔ دونوں ہی عشق حقیقی کی بات کرتے ہیں۔ اردو غزل میں سادگی کا خیال دونوں کے پاس موجود ہے۔

مختصراً غزل کی خصوصیات کے لحاظ سے دونوں میں کوئی واضح اختلاف نہیں مگر نظریاتی طور پر حالی غزل پر تنقید کرتے ہوئے نظم کی طرف نکلتے ہیں۔ جبکہ امداد امام اثر کلاسیکی غزل کے زبردست حامی ہیں۔

حالی نے بارہا غزل میں خیال و ہیئت کے حوالے سے تبدیلی کے مشورے دیئے ہیں۔ اور غزل گووں کو مشورے دیتے ہوئے دراصل غزل میں بڑی تبدیلی کے متمنی نظر آتے ہیں جبکہ امداد امام اثر نے اپنے ہدایت نامے میں شعراء کو صرف ہدایت سے نوازا ہے۔

حالی کو پہلا نظریاتی نقاد بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی حالی نے اصلاحِ غزل کے حوالے سے نظریاتی تنقید کی اور نظریاتی طور پر غزل کو تنقید کا نشانہ بنایا جبکہ امداد امام اثر غیر نظریاتی ہو کر کلاسیک غزل کے نظریہ پر قائم رہے۔ امداد امام اثر نے غزل کو ہی حیاتِ نو بخشنے کی سعی کی۔ حالی مغربی ادب پر گہری نظر نہیں رکھتے تھے مگر مغربی ادب کے دلدادہ تھے۔ جبکہ امداد امام اثر کے پاس مغربی ادب کا وسیع مطالعہ تھا مگر وہ مغربی ادب سے مطلقاً متاثر نہیں تھے۔

حوالہ جات

۱۔عبادت بریلوی، ڈاکٹر، "اردو تنقید کا ارتقائ"، لاہور: انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۱، ص ۹۲

۲۔ڈاکٹر، محولہ بالا، ص ۲۰۵

۳۔امداد امام اثر، "کاشف الحقائق"، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸، ص ۳۶۹

۴۔سید عبداللہ، ڈاکٹر، "اشاراتِ تنقید"، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶، ص ۱۶۸

۵۔عابد علی عابد، "اصول انتقاد، ادبیات"، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷، ص ۶۴۵

۶۔امداد امام اثر، حوالہ مذکور، ص ۳۶۹

۷۔ محمولہ بالا، ص ۳۶۹

۸۔بحوالہ ظہیر احمد صدیقی، پروفیسر، "فارسی غزل اور اس کا ارتقائ"، لاہور: مجلس تحقیق و تالیف فارسی، گورنمنٹ کالج، ۱۹۹۳، ص ۴

۹۔امداد امام اثر، حوالہ مذکور، ص ۴۰۸

۱۰۔یوسف، حسین، ڈاکٹر، "اردو غزل"، دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۵۲، ص ۲۵

۱۱۔امداد امام اثر، حوالہ مذکور، ص ۳۷۰

۱۲۔عابد علی عابد، "البدیع"، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۵، ص ۱۶۰

۱۳۔عابد علی عابد، "اسلوب"، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۱، ص ۱۹۷

۱۴۔عابد علی عابد، "البدیع"، حوالہ مذکور، ص ۱۷۴

۱۵۔امداد امام اثر، حوالہ مذکور، ص ۳۷۱

۱۶۔سید عبداللہ، حوالہ مذکور، ص ۱۶۸

۱۷۔امداد امام اثر، حوالہ مذکور، ص ۴۱۰

۱۸۔ محولہ بالا، ص ۳۶۹

۱۹۔ محولہ بالا، ص ۳۶۹

۲۰۔عابد علی عابد، "اصول انتقاد، ادبیات"، حوالہ مذکور، ص ۲۵۰

۲۱۔ شمیم احمد، "انصاف سخن اور شعری ہیئتیں"، لاہور: تخلیق مرکز، (س ن)، ص ۲۰۶

۲۲۔امداد امام اثر، حوالہ مذکور، ص ۴۱۱

۲۳۔ محولہ بالا، ص ۴۱۰

۲۴۔ محولہ بالا، ص ۴۱۳

۲۵۔عبادت بریلوی، ڈاکٹر، حوالہ مذکور، ص ۲۰۹

۲۶۔امداد امام اثر، محولہ، ص ۴۱۰

۲۷۔ محولہ بالا، ص ۳۷۵